"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 01, Issue: 01, Nov. – Dec. 2014 **eISSN NO. 2394-5362**

فہمیدہ ریاض۔ ایک منفرد نسائی شعری آواز

FAHMIDA RIYAZ EK MUNFARD NISAE SHOERA AWAZ

ڈاکٹر حسینی کوثر سلطانہ
ڈاکٹر رفیق زکریا کالج فار ویمن
اورنگ آباد

Dr. Hussaini Kausar Sultana
Lecturer
Dr. Rafiq Zakaria College for Women
Aurangabad, Maharashtra, India

http://www.ksijmr.com

فہمیدہ ریاض میرٹھ میں جولائی ۱۹۴۶ ؁ء میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے جس خاندان میں آنکھ کھولی وہ ایک علمی و ادبی گھرانہ تھا۔ ان کے والد ریاض الدین احمدماہر تعلیم سمجھے جاتے تھے۔ وہ ۱۹۳۰ ؁ء میں حیدر آبادسندھ میں منتقل ہوئے تھے جہاں وہ ایک اسکول سے وابستہ رہے علی گڑھ کے ایک تعلیمی ادارے کے قیام کے لئے انہیں علی گڑھ بھی مدعو کیا گیا۔سندھ میں تعلیم کی بنیاد ڈالنے اور علمی فضاء کو ہموار کرنے میں ریاض احمد نے اہم کردار نبھایا۔

ابھی فہمیدہ ریاض چار برس ہی کی تھیں کہ ان کے سر سے ان کے والد کا سایہ اٹھ گیا۔ ۱۹۵۰ ؁ ء میں ریاض احمد کا انتقال ہو گیا۔ فہمیدہ نے اردو اور سندھی زبان میں تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔فہمیدہ ریاض کی والدہ ایک سنجیدہ و بردبار اور تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے خاندان کی کفالت کی ذمہ داری بڑے سلیقے اور تحمل سے سنبھالی۔نہ صرف یہ بلکہ حسنیٰ بیگم نے اپنے شوہر کے نام پر ایک اسکول ریاض میموریل اسکول قائم کیا۔بد قسمتی سے وہ اسکول پانچ سال بعد بند ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعدفہمیدہ نے کالج میں داخلہ لے لیا جہاں وہ بے حد متحرک اور فعال طالبہ رہیں ' طلباء کی تحریک میں حصہ بھی لیا۔

زمانۂ کمسنی ہی سے فہمیدہ نے شعر کہنے شروع کر دئیے تھے۔طالب علمی ہی کے دور میں ریڈیو پا کستان کے لئے خبریں پڑھنے News Reader کا کام بھی کیا۔ ایم۔اے کی تعلیم کے دوران ان کی شادی ہوگئی اور وہ لندن چلی گئیں۔ابتدائی دور کا ان کاکلام رسالہ ''فنون'' میں شائع ہوا۔ لندن میں انہوں نے لائبریری میں بھی ملازمت کی اور بی بی سی اردو سروس (ریڈیو) سے بھی وابستہ رہیں۔ کچھ عرصہ بعد پہلی شادی ناکام ہو گئی اور فہمیدہ طلاق کے بعد پاکستان آ گئیں۔ پہلے شوہر سے

انہیں ایک لڑکی بھی ہوئی۔اس زمانے میں انہوں نے کراچی میں ایک اشتہاری ایجنسی کے ساتھ کام کیا۔آواز کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔ ۱۹۴۷ ؁ ء میں ان کا پہلا مجموعہ" پتھر کی زبان " شائع ہوا۔ جس میں چالیس نظمیں ہیں۔

پروفیسر وہاب اشرف تاریخ ادب اردو میں لکھتے ہیں۔

" فہمیدہ بنیادی طور پر پروٹسٹ کی شاعرہ ہیں۔انہوں نہ فیلک ورشپ کے خلاف زبردست آواز اٹھائی۔اور اب اس آ واز کی وجہ سے تانیثی تحریک میں ان کی ایک خاص جگہ بن گئی ہے۔ان کے یہاں جس طرح کی بے باکی اور جسارت ملتی ہے عمومی طور پر شاعرات کی شاعری کا یہ مزاج نہیں تھا۔ان کا انحراف بہتوں کے لئے مثالی بن گیا اور وہ ایک خاص طرح کی شاعرہ تسلیم کی جانے لگیں"۔

پاکستان کی سیاسی اتھل پتھل کے نتیجے میں ان کا رسالہ " آواز" الزامات کی زد میں آگیا۔ اس زمانے میں ان کی شادی ظفر علی سے ہوئی جو اجین شہر سے تعلق رکھتے تھے۔ اور میدان سیاست سے وابستہ تھے۔ان سے فہمیدہ کو دو اولادیں ہوئیں۔رسالہ " آواز" بند ہوا اور ظفر اور فہمیدہ کو جیل ہو گئی۔گرفتاری سے پہلے فہمیدہ کے کسی شائق نے ضمانت کروادی اور فہمیدہ اپنے بچوں کے ساتھ ایک مشاعرے میں شرکت کے بہانے انڈیا آگئیں۔ کچھ دن بعد ان کے شوہر ظفر علی بھی رہا ہو کر انڈیا آگئے۔ اس خاندان نے سات سال بڑی کسمپرسی میں گزارے۔ بے نظیر بھٹو کی شادی کے موقع پر فہمیدہ دوبارہ پاکستان لوٹ گئیں۔ اس دوران وہ سماجی ' سیاسی اور ادبی سرگرمیوں میں ملوث رہیں۔

۱۹۸۰ ؁ء میں جنرل ضیاء الحق کی مطلق العنانی کے عہد میں فہمیدہ نے کئی سال ہندوستان میں گزارے۔پاکستان کی سیاسی اتھل پتھل کے نتیجے میں فہمیدہ کی ذاتی زندگی بھی کئی اتار چڑھاؤ سے گذری۔ ان پر ہندوستانی ایجنٹ ہونے کا الزام بھی لگایا گیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا جب فہمیدہ کو اپنی فیملی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے وقت واحد میں تین ملازمتیں اختیار کرنی پڑیں۔ بے نظیر بھٹو کے عہد حکومت میں فہمیدہ کو قائد اعظم اکیڈمی میں اہم عہدہ دیا گیا۔ پھر جیسے ہی بے نظیر بھٹو کی حکومت خطرے میں پڑی فہمیدہ پاکستان میں پھر ایک بار بے یار و مددگار ہو گئیں۔ ۲۰۰۷

http://www.ksijmr.com

"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 01, Issue: 01, Nov. – Dec. 2014 **eISSN NO. 2394-5362**

ء میں انہوں نے اپنا بیٹا کھو دیا۔اپنے دوستوں کے ساتھ پکنک میں کسی مقام پر تیراکی کے دوران وہ غرقاب ہو گیا۔ ذاتی زندگی کی ہمہ وقتی مشکلات سہتے ہوئے بھی فہمیدہ نے مولانا رومی کی ۵۰ سے ز ائد نظمیں فارسی سے اردو میں ترجمہ کیں۔ فہمیدہ کو کئی ایوارڈ حاصل ہوئے۔ جیسے المفتح ایوارڈ‘ ستارۂ امتیاز‘ پریسیڈنشیل پرائڈ ایوارڈ وغیرہ۔

فہمیدہ کے تخلیقی سفر کا آغاز عمومی ادبی فضاء میں خالص رومانی نوعیت کا تھا۔ لیکن بہت جلد ان کی شاعری انقلابی صورتحال سے دو چار ہوئیں۔ ان کی شاعری جہاں شخصیت کا اظہار تھی وہیں اس میں مرد اساس معاشرے سے بغاوت کا رجحان بھی ملتا ہے اور سیاسی احتجاج بھی۔ ان کی شاعری کا غالب رجحان نسائی حسیت بھی ہے۔

مگر آہ اس میں نئی بات کیا ہے
وہ عورت ہے ہم جنس سب عورتوں کی
صدا جس پہ چابک برستے رہے ہیں
وہ ہر دور میں سر بریدہ مسانوں میں لائی گئی ہے
کبھی بھینٹ بن کر
پتی کی چتا پر چڑھائی گئی ہے
کبھی ساحرہ کا لقب دے کے زندہ جلائی گئی ہے
یہ عورت کا تن ہے
قبیلوں کی نسلیں بڑھانے کا آلہ

ان کی حمیت کی بس ایک علامت
جو چاہو تو تم اس علامت کو روندو
اسے مسخ کردو
اسے دفن کردو

تانیثی تحریک کے پس منظر میں فہمیدہ کو ترجمان تانیث کا درجہ حاصل ہے ۔

ہر لمس ہے جب تپش سے عاری

http://www.ksijmr.com

کس آنچ سے میں پگھل رہی ہوں

ابوالکلام قاسمی اپنے مضمون " تانیثی ادب کی شناخت اور تعین" مینے لکھتے ہیں۔

" فہمیدہ ریاض کی شاعری کا غالب رویہ نسائی احساس کی ترجیح پر قائم ہے۔ پدری نظام پر قائم سماج کی ناہمواریوں کی نشاندہی ان کی نظموں کا طاقتور رجحان ہے۔انہوں نے ماں بننے کے تجربے کو جس فنکاری اور حسی ارتعاشات کے ساتھ اپنی ایک نظم " لاؤ ہاتھ اپنا ذرا" میں پیش کیا وہی ان کی شاعری کی مخصوص شناخت بن گیا۔ تانیثی رویہ کے بعض پہلو جن میں اپنے سماج میں تقویت کا احساس مر کزی حیثیت رکھتا ہے بعد کی ان کی بیشتر نظموں کا پس منظر ہے"۔

فہمیدہ ریاض نے اپنی اکثر نظموں میں مرد اساس معاشرے کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔اس قسم کے ان کے اشعار میں اعتماد اور استحکام کی جھلک ملتی ہے۔وہ سماجی نا ہمواریوں کو اپنا موضوع بناتی ہے۔

پتھر کی زبان ' کے بعد دوسرے مجموعہ کلام "بدن دریدہ" میں فہمیدہ نے اپنی فنی پختگی کا ثبوت ' دیا ہے۔ان کی قابل ذکر نظمیں میگھ دوت 'باکرہ'بدن دریدہ'عشق'تم جس کی تمنائی تھیں'ابد وغیرہ ہیں۔جبکہ دیگر مجموعہ کلام "کیا تم پورا چاند دیکھوگے"اور "دھوپ" و "ہم رکاب" ہیں۔

ڈاکٹر سلیم اختر اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ میں شاعری سے متعلق فہمیدہ کے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں۔

"آنے والا ہر لمحہ تم پر واضح کردے گا کہ جہاں قاتل تلواریں لہرارہی ہیں وہیں پھول نچھاور کرکے تم کچھ نہیں کرسکتیں۔اس تلوار کا جواب تمہیں شاعری کے کاری وار سے دینا ہوگا ۔آنکھو ں سے یہ نیم خوابی کا فسوں نوچ کر پھینک دو اور چاروں طرف دیکھو ہمارے اطراف میں کیا ہورہا ہے۔اور تمہاری ذات کا دکھ سکھ ان گنت رشتوں میں کس طرح جکڑا ہوا ہے۔"

اس عہد میں فہمیدہ سیاست کے خارزار میں قدم رکھ چکی تھیں۔انہوں نے محض عورت کے دکھ درد اور اس کی جذباتی نا آسودگی اور نسائی احساسات ہی کو شاعری میں جگہ نہیں دی بلکہ تیزی سے تغیر پذیر معاشرہ کے فلسفیانہ مسائل ‘جدید رجحانات و تحریکات ‘اسالیب فکر وفن کو بھی ملحوظ رکھا۔

طویل رات نے آنکھوں کو کردیا ہے بے نور
کبھی جو عکسِ سحر تھا سراب نکلا ہے
سمجھتے آئے تھے جس کو نشان منزل کا
فریب خوردہ نگاہوں کا خواب نکلا ہے

پروفیسر عتیق اللہ اپنے مضمون ’’خواتین کی نظموں میں فکر کے اسالیب ‘‘ میں فہمیدہ ریاض سے متعلق لکھتے ہیں۔

فہمیدہ نے پوری آواز کی بلندی کے ساتھ خطاب کیا ہے۔ان کا مرسلِ الیہ حرم سرائی تہذیب کا وہ ’’ نمائندہ ہے جس کے تمول کے فتراک میں عورت ہنوز ایک بے بس گوریا کی طرح پھنسی ہوئی ہے۔ہماری شاعرات کے یہاں چڑیا‘گوریا‘اور پرندے کی علامات انہی معنی کی طرف مرکوز ہیں۔‘‘

فہمیدہ کے کلام میں موجود بے باکی سماجی ناانصافیوں پر ضرب لگانا ‘مردوں کے رویوں پر طنز ‘معاشرے کی برائیوں کا بیان ‘کچھ اس حد تک تلخ ہوا کہ فہمیدہ شاعرات کے جھرمٹ میں منفرد ہوکر رہ گئیں ۔وہاب اشرفی نے’’تاریخِ ادبِ اردو‘‘ میں فہمیدہ ریاض سے متعلق نجمہ رحمانی کی رائے قلمبند کی ہے۔فہمیدہ کے یہاں عورتوں کے مساوی حقوق کے لیے ایک تڑپ ہے۔جو ان کے کلام میں جاری

http://www.ksijmr.com

وساری ہے۔وہ مساوات جس سے آج تک عورت محروم رہی۔مرد کی نصف بہتر ہوتے ہوئے بھی اسے اس کے حقوق سے محروم رکھا گیا۔

اس کی ابلی ہوئی آنکھوں میں ابھی تک ہے چمک
اور سیاہ بال ہیں بہتے ہوئے خون سے اب تک
ترا فرمان تھا اس پہ کوئی داغ نہ ہو
سو یہ بے عیب اچھوتا بھی ان دیکھا بھی
بے کراں ریگ میں سب گرم لہو جذب ہوا
دیکھ چادر پہ مری ثبت ہے اس کا دھبہ (باکرہ)

ڈاکٹر سلیم اختر فہمیدہ کی متنازعہ شخصیت سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’ طہارت پسندوں کی مطعون اخلاق پرستوں کی معتوب مگر سچے قارئین کی محبوب ریاض معاصر شعراء میں ایک معتبر نام قرار پائیں۔ابھی تنازعات کی گونج کم نہ ہوئی تھی کہ اپنے عصر سے اس کا کمٹمنٹ ‘اظہار ایسی نظموں کی صورت میں ہواجن میں الفاظ کی جگہ گویا کیکٹس استعمال کیے گئے تھے۔اور نزاعات کی شدت اور آرا کی تلخی میں مزید اضافہ ہوگیا۔فہمیدہ ریاض یقیناً مضبوط اعصاب کی عورت ہے جو یہ سب سہہ گئیں۔‘‘

فہمیدہ ریاض ایک باغی شاعرہ کی حیثیت سے شہرت رکھتی ہیں۔پتھر کی زبان اور بدن دریدہ کے بعد ان کا ایک اور مجموعہ کلام’’دھوپ میں سایہ‘‘منظر عام پر آیا۔جس میں زبان کی تلخی کسی حد تک کم ہو گئی ہے۔اور عورت ایک تہذیب یافتہ شکل میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہونے میں مصروف ہے۔

ڈاکٹر شاہد اعظمی فہمیدہ ریاض سے متعلق ’’سرگزشتِ پروین شاکر‘‘ کے ایک باب میں لکھتے ہیں۔

فہمیدہ ریاض کی شاعری کا دائرہ صرف نسائیت تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ زندگی کے ہر گوشوں ’’ پر انہوں نے نظر رکھی۔سماج کے ایک مہذب شہری کی طرح سماجی مساوات اور سیاسی خرافات پر بھی انہوں نے اپنے قلم کو جنبش دی اور ان کی بیخ کنی کی۔انہوں نے ارباب اقتدار کی ہوس اور فن ‘‘کار کی اخلاقی پستی کو بھی ظاہر کیا ۔

فہمیدہ ریاض کا کلام محبت و تلخی ‘بغاوت و سرکشی‘تہذیب و شائستگی کا ایک بہترین مرقع ہے۔جس

میں ہر دور‘ہر

تہذیب‘ہر عہد کی عورت سانس لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔دنیا کے ہر کونے میں وقت کے ہر موڑ

پر عورت کا وجود ان کے کلام میں سانس لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

نہ امید کوئی نہ کوئی سہارا
بغاوت کی ہمت نہ کوشش کا مارا
مری بے بسی مجھ پہ ظاہر ہے لیکن
تمہاری تمنا تمہاری تمنا
سنگ دل رواجوں کے
خستہ حال زنداں میں
اک صدائے مستانہ
یہ عمارت کہنہ ٹوٹ بھی تو سکتی ہے
یہ اسیر شہزادی چھوٹ بھی تو سکتی ہے

حوالہ جات

۱۔ تاریخ ادب اردو وہاب اشرفی

ابوالکلام قاسمی (۲۔ تانیثی ادب کی شناخت اور تعین و قدر(مضمون

۳۔ مختصر ترین تاریخ ادب اردو ڈاکٹر سلیم اختر

پروفیسر عتیق اللہ (۴۔ خواتین کی نظموں میں فکر کے اسالیب(مضمون

۵۔ سرگزشتِ پروین شاکر(اردو شاعری میں پروین شاکر کا مرتبہ) ڈاکٹر شاہد نوخیز اعظمی